سرسیّد احمد خاں
ترتیب و حواشی: ابوسلمان شاہجہانپوری

تذکرہ خانوادۂ ولی اللّٰہی

باب چہارم

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے

زبدۃ المحدثین جناب مولانا محمد اسحاق غفر اللہ لہٗ

مخدومی، مخدوم الانامی، افضل الکرام، اشرف العظام، ملک سیرت، فرشتہ صورت جامع رموز حقیقت و طریقت، مواظب اوامر شریعت، فخر علمائے دین، سند المحدثین، یگانہ آفاق مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسحاق۔ آپ نواسہ ہیں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ مرحوم قدس سرہ کے۔ علم حدیث کو شاہ صاحب مبرور و مغفور کی خدمت میں حاصل کیا اور بیس برس کامل تک یہ فن شریف اور علم منیف ان کے حضور میں بیٹھ کر طلبہ جدید الفکر کو

حواشی

مولانا محمد اسحاق دہلویؒ

محمد اسحاق نام اور ابوسلیمان کنیت تھی۔ ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ محمد افضل فاروقی تھا جو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے رشتہ داری رکھتے تھے اور نسبی تعلق بھی تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ان کی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا محمد یعقوب کی پیدائش کی پیشین گوئی کی تھی۔ یہ پیشین گوئی مولانا محمد یعقوب کے ذیل میں نقل کی جا رہی ہے۔ علوم کی تکمیل حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کے اخوان کی خدمت میں کی۔ تقریباً ۱۲۱۹ھ میں تعلیم سے فارغ ہوئے تھے۔

پڑھایا۔ امتناع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہ ہوتا تھا کہ وہ فعل رسول مختار نہ ہوتا۔ چونکہ حق جلّ وعلا نے صورت اور سیرت دونوں عطا کی تھیں، آپ کی صورت سے آثار صحابت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ سید الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنھوں نے پایا ہوگا ان کی یہی صورت وسیرت ہوگی۔

زہے امّتِ خاتم المرسلین[۴]

بعد وفات شاہ صاحب موصوف کے ان کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزیّن اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپ کی طرف ہوئی۔ ناز اور فخر کرنا چاہیئے ایسی خدا جوئی پر کہ سب کچھ چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کیا اور وہاں مع قبائل وعشائر پہنچ کر فرض حج ادا کیا اور پھر تشریف لاکر مواعظ ونصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے، بعد ایک مدت کے از بسکہ شعائر اسلام میں ضعف اور رسوم کفر و بدعت میں قوت آتی جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمّم کرکر تمام قبائل کو ہمراہ لے کر راہیٔ مکّہ معظمہ ہوئے اور

شاہ عبدالعزیزؒ کے انتقال ۱۲۳۹ھ تک ان کے سامنے درس وتدریس حدیث میں مصروف رہے تھے شاہ صاحب کے بعد مدرسہ رحیمیہ میں رونق افروز مسند درس آپ کی ذاتِ گرامی تھی۔ سرسیّد مرحوم نے انھیں سند المحدثین لکھا ہے، بلاشبہ اسلامی ہند کے دورہ آخر میں جو علم حدیث پھیلا اور علوم دین کو فروغ حاصل ہوا اس کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات مبارک تھی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تقریر مولانا محمد اسماعیل کو، تحریر مولانا رشید الدین کو، اور تقویٰ مولانا محمد اسحاق کو ملا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے بھتیجے مولانا اسماعیل شہیدؒ اور نواسے محمد اسحاق کو دیکھ تحدیثِ نعمت کے طور پر قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھا کرتے تھے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ"۔

۱۲۴۰ھ میں اہل وعیال کے ساتھ پہلی بار سفر حج اختیار کیا۔ اس موقعہ پر اُنھوں نے شیخ عمر بن عبدالکریم سے حدیث میں سند لی۔

حضرت سید احمد بریلوی نے جہاد کی غرض سے سرحد کی طرف ہجرت فرمائی تو ہندوستان میں ان کی

باوصفیکہ تمام سکنائے شہر اور سلطان وقت بسماجت تمام مانع آئے، چونکہ شوق ماہو الحق غالب تھا آپ ممتنع نہ ہوئے اور مکہ معظمہ جاکر توطن اختیار کیا اور بسبب کثرت کرم کے آپ کا کیسہ ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً ان لوگوں کی مراعات کے سبب جو ہندوستان سے ادائے حج کو وارد مکہ شریفہ ہوتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت کے وجودِ مطہر کو ازجملہ مغتنمات سمجھا اور ان کا وہاں ہونا موجب برکت جانا۔ شاہجہاں آباد سے جُدا ہوکر اس دیار میں چھ برس کامل تشریف رکھی۔ اب ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اسی دیار میں جہان فانی کو وداع کیا اور عالم باقی کی طرف راہی ہوئے۔ چونکہ حضرت بابرکت کو حدیثِ نبویؐ کی خدمت سے ایک لحہ فرصت نہ تھی، نظم ونثر کی طرف ہرگز التفات نہ کرتے تھے، اس واسطے آپ سے اس قسم کا کلام کچھ یادگار نہیں۔ [سلہ]

"میں شاہ صاحب کے وعظ میں حاضر ہوتا، باہر مَردوں کا ہجوم ہے، زنانہ میں عورتیں جمع ہیں، ڈولیوں کا شمار نہ پالکیوں کی گنتی۔ محلاتِ شاہی کی بیگمیں تک حاضر

امداد واعانت کی ذمہ داری مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب پر تھی۔ وہ حضرت سید صاحب کی حیات میں اور آپ کی شہادت کے بعد بھی مجاہدین سرحد کی مالی امداد واعانت کرتے رہے، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ ہندوستان کو دارالاسلام بنانے کی بہ ظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی تو مسلمانوں کے سامنے زندگی کا دُوسرا طریقہ پیش کر دیا یعنی وہ اہل وعیال کے ساتھ، ہجرت کرکے مکہ معظمہ چلے گئے۔ مؤمن خاں مومنؔ نے آپ کی تاریخ ہجرت کہی ہے

گفتیم وحید عصر اسحاق | بر حکم شہنشہ دو عالم
بگذاشتہ دار حرب اسلام | جا کردہ بمکۂ معظم

سلہ یہاں پر آثار الصنادید کا بیان ختم ہوگیا۔ اس کے بعد کی سطروں میں وہ روایت ہے جو سرسید احمد کی زبانی نواب مصلح الدین احمد بن خواجہ شریف الدین احمد سے صاحب "تراجم علمائے اہل حدیث" نے نقل کی ہے۔ خواجہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی صاحبزادہ سید محمود کو بیاہی تھیں، اس طرح خواجہ صاحب سرسید کے سمدھی تھے۔

ہوتیں۔ اُمراء کے ہاں سے مختلف کھانوں کی دیگیں کہاروں کے کندھوں پر لدی چلی آرہی ہیں۔ صاحبزادی حاضر ہوکر عرض کرتیں ہیں۔ حضرت جی! کھانے آگئے۔ فرماتے: تقسیم کردو۔ زنانہ حلقہ وعظ میں سے عورتیں اپنے اپنے برتن پیش کرتی ہیں۔ سب سے پہلے طلباء کے لئے کھانا بھیجا جاتا، پھر عورتوں کو بٹتا اس پر بھی بچ رہتا تو صاحبزادی عرض کرتیں۔ حضرت جی! کچھ کھانا بچ گیا ہے۔ فرماتے: بیٹی! ہمارے لئے نہیں بچا، اسے رہنے دو۔

شاہ صاحبؒ خود معمولی چپاتی یخنی کا سا شوربہ، گاڑھے کے دسترخوان پر رکھ کر تناول فرماتے۔ میں نے ان کا سا کھانا کسی کو کھاتے نہ دیکھا۔

گرد و نواح کی محتاج عورتیں آجاتیں اور اس بے فکری سے دولت کدے پر ہفتوں

وحید عصر اسحاق کے اعداد مکہ معظمہ کے اعداد کے ساتھ ملائیں اور دار حرب کے اعداد کا اس سے تخرجہ کردیں تو ۱۲۶۰ سن ہجرت نکلتا ہے۔

آپ کا انتقال رجب ۱۲۶۲ھ مطابق جولائی ۱۸۴۶ء میں ہوا۔ "اسحاق شیخ آفاق" مادہٗ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے انتقال کے موقعہ پر مکہ معظمہ کے مشہور عالم شیخ عبداللہ سراج نے فرمایا

"قسم بخدا اگر یہ بزرگ کچھ مدت اور زندہ رہتے اور میں ان کو حدیث سناتا رہتا، جب بھی ان کے مرتبے کو نہ پہنچپاتا۔"

مکہ معظمہ میں آپ کا وقت درس و تدریس اور ذکر و فکر میں گزرتا تھا، ساتھ ہی ہندوستان میں حزب ولی اللّٰہی کی قیادت بھی فرماتے تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ لکھتے ہیں:

"مولانا محمد اسحاق نے مکہ معظمہ پہنچ کر پوری آزادی سے اپنی ہندوستانی تحریک کی رہنمائی کا کام شروع کر دیا تھا۔ اس پر دولتِ عثمانیہ کی وزارت خارجہ کو ان کے اخراج پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس بیرونی دباؤ کے مخمصے سے نجات حاصل کرنے کے لئے مولانا محمد اسحاق نے شیخ الحرم کو واسطہ بنایا اور ایک پناہ گیر کے طور پہ حجاز میں رہنے کی اجازت حاصل کرلی۔ اِس اجازت کی شروط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مولانا محمد اسحاق